ڈاکٹر عبدالسلام کون؟

ایک تعارف
ایک تجزیہ

محمد طاہر عبدالرزاق

انتساب: محمد اسد کے نام

روزنامہ نوائے وقت میں جناب جی ایم پراچہ صاحب کا مضمون بعنوان "ڈاکٹر عبدالسلام کی یاد میں" تین قسطوں میں شائع ہوا ہے۔ جس میں مصنف نے معروف قادیانی لیڈر آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اس کی علمیت کے قصیدے پڑھے ہیں' پاکستان سے اس کی محبت کے گیت گائے ہیں۔ نوبل انعام کے حوالے سے اس کی خوب تشہیر کی ہے اور اسے دین و دنیا کے اعتبار سے ایک کامیاب انسان قرار دیا ہے۔

میں اسے جناب پراچہ صاحب کی کمال سادگی کہوں یا کمال ہوشیاری یا کمال بے خبری کہ موصوف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام کا تعلق اس گروہ سے تھا جس نے ہندوستان میں انگریز کی ایک خوفناک سازش کے تحت قصر ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی ناپاک جسارت کی اور ایک غدار ملت مرزا غلام احمد قادیانی سے دعویٰ نبوت کرایا۔ مرزا قادیانی نے خود کو اللہ کا نبی اور رسول کہا۔ انگریزی سلطنت کی بقا کے لیے جہاد کو حرام قرار دیا۔ انگریز کو اولی الامر بنایا' ظالم انگریزی گورنمنٹ کو رحمت کا سایہ کہا۔ ملکہ وکٹوریہ کو زمین کا نور کہا اور انگریزی سلطنت کے خلاف جہاد کرنے والوں کو خدا اور رسول کا باغی' حرامی اور بدکردار قرار دیا۔

کیا پراچہ صاحب کو معلوم نہیں کہ جس جماعت نے سامراجی ایجنٹ ہونے کے ناطے' یہود و نصاریٰ میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے مسمی عبدالسلام کو ڈاکٹر عبدالسلام بنایا اور پھر اسے نوبل انعام دلوایا اور پھر یہودی پریس کے ذریعے پوری دنیا میں اس کی خوب تشہیر کرائی۔

○ اس جماعت نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا۔

○ شاتم رسول راجپال کو قتل کرنے والے عظیم عاشق رسول غازی علم الدین شہید پر تنقید کرتے ہوئے جماعت کے سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے کہا تھا کہ "وہ نبی بھی کیا نبی ہے' جس کی عزت کی حفاظت کے لیے خون میں ہاتھ رنگنے پڑیں"۔

○ جس نے حد بندی کمیشن کے سامنے مسلمانوں سے ہٹ کر قادیان حاصل کرنے کے لیے اپنا ایک میمورنڈم پیش کیا' جس کے نتیجے میں ضلع گورداسپور بھارت کے قبضہ میں چلا گیا اور بھارت کو کشمیر پر قبضہ کرنے کا واحد زمینی راستہ مل گیا۔

○ جس کے نمائندہ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ نے بانی پاکستان حضرت قائداعظم کی نماز جنازہ اس لیے نہ پڑھی کیونکہ قادیانیوں کے نزدیک قائداعظم کافر تھے' کیونکہ قائداعظم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔

○ جنہوں نے وزیراعظم لیاقت علی خان کو اس لیے قتل کرایا کہ لیاقت علی خان' قادیانی وزیر

سر ظفر اللہ کو اس کی ثر مستیوں کی وجہ سے کابینہ سے خارج کرنے کا اعلان کرنے والے تھے۔

○ جنہوں نے وطن عزیز میں ایک الگ ریاست "ربوہ" کے نام سے بسائی اور وہاں مسلمانوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا اور ربوہ کا قادیانی خلیفہ وہاں کا مطلق العنان حکمران ہوتا تھا' جس کے سامنے ملکی قانون کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

○ جنہوں نے اسرائیل میں اپنا مشن قائم کر رکھا ہے اور اسرائیل کی فوج میں چھ سو قادیانی بھرتی ہیں۔

○ جنہوں نے سقوط مشرقی پاکستان پر ربوہ کے بازاروں میں بھنگڑا ڈالا۔

○ جنہوں نے شاہ فیصل کی شہادت پر جشن منایا

○ جنہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی موت پر خوشی مناتے ہوئے حلوے کی دیگیں تقسیم کیں اور بھٹو کو ایک غلیظ جانور سے تشبیہ دی۔

○ جنہوں نے ضیاء الحق کی شہادت پر ایک دوسرے کا منہ میٹھا کرایا اور مبارک بادیں دیں۔

○ جنہوں نے کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل امریکہ پہنچایا۔

○ اور جن کا مذہبی عقیدہ ہے کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا اور اکھنڈ بھارت بنے گا۔ اسی لیے وہ اپنے مردے ربوہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں کہ جب اکھنڈ بھارت بن جائے گا تو ہم ان کی لاشیں اپنے مذہبی مرکز قادیان پہنچائیں گے۔ مرزا بشیر الدین کی قبر پر ایسی ہی تحریر رقم تھی' جو اب کسی مصلحت کے تحت مٹادی گئی ہے۔

کیا جناب پراچہ صاحب نے مصور پاکستان 'مفکر پاکستان حکیم الامت حضرت علامہ اقبال" کے یہ الفاظ بھی نہیں پڑھے کہ:

○ "قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں" اور

○ "قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے"۔

○ حضرت حکیم الامت نے ہی سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا اور پاکستان کے خواب کی طرح حکیم الامت کا یہ خواب بھی ۱۹۷۴ء میں پورا ہو گیا جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔

فرنگی سامراج کی خود کاشتہ قادیانی جماعت کا تذکرہ ہو جانے کے بعد میں ڈاکٹر عبد السلام آنجہانی کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ ڈاکٹر عبد السلام پچھلے کئی برسوں سے کئی کربناک بیماریوں میں مبتلا تھا۔ فالج سے اس کا جسم بید لرزاں کی طرح کانپتا تھا' موت سے چھ ماہ قبل تک اس پر بے ہوشی کے دورے پڑتے اور اسے

مصنوعی طریقے سے غذا پہنچائی جاتی۔ پھر دماغ پر ہونے والے شدید فالج کے حملہ نے اسے یادداشتوں اور ہوش و حواس سے بھی محروم کر دیا۔ قادیانی ڈاکٹروں کی ایک مخصوص ٹیم اس کے علاج کے لیے مستعد رہتی لیکن کوئی علاج بھی کارگر نہ ہوتا۔ قادیانی جماعت نے اس کی اس خطرناک بیماری کو عام قادیانیوں سے چھپائے رکھا کیونکہ قادیانی جماعت کے پیشوا مرزا قادیانی نے فالج سے ہونے والی موت کو بہت بری موت قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام آنجہانی کا شمار چوٹی کے قادیانی مبلغین میں ہوتا تھا۔ اس نے تعلیم اور سائنس کی آڑ میں سینکڑوں مسلمان نوجوانوں کو قادیانی بنایا۔ یہود و نصاریٰ نے اس کی سائنسی خدمات کو سراہتے ہوئے اسے ۱۹۷۹ء میں نوبل انعام سے نوازا اور پھر ایک مخصوص پروگرام کے تحت پوری دنیا میں اس کے نام کی تشہیر کی گئی۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اس نوبل انعام کو اپنے "نبی" مرزا غلام احمد قادیانی کا معجزہ قرار دیا اور اس موقعہ پر اس نے کہا:

"میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں' پھر مسلمان ہوں' اور پھر پاکستانی"

ڈاکٹر عبدالسلام نے کون سی سائنسی خدمات سرانجام دیں؟ انسانیت کو اس سے کیا فائدہ پہنچایا؟ پاکستان کو ان سے کیا عزت ملی؟ تاریخ پوچھتی ہے..... زمانہ سوال کرتا ہے!!

اسلام دشمن نوبل انعام ہمیشہ اسلام دشمنوں کو ہی دیتے ہیں۔ کیونکہ نوبل انعام کا بانی "نوبل" خود بھی یہودی تھا۔ کیا کبھی یہ انعام مسلمان مشاہیر کو ملا ہے؟ ادب کے شعبے میں حضرت علامہ اقبال" کے مقابلہ میں نوبل انعام ایک بنگالی ہندو ٹیگور کو دیا گیا۔ حالانکہ ٹیگور علامہ اقبال کی خاکِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام ملنے پر تبصرہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کے عظیم سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر فرماتے ہیں:

"وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۹ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے۔ آخر کار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کو مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا"۔

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور' ۶ فروری ۱۹۸۶ء)

یہ تو تذکرہ ہے یہودیوں کی نوازش کا' اب جہاں تک ڈاکٹر عبدالسلام کی اہلیت و قابلیت کا ذکر

ہے تو آنجہانی جس دور میں گورنمنٹ کالج میں لیکچرار تھے تو ان کے طلباء ان کے پڑھانے کے طریقہ سے مطمئن نہ تھے اور کالج کے پرنسپل نے ان کی پرسنل فائل میں لکھا تھا کہ وہ ایک نااہل استاد ہیں جو اپنے شاگردوں کو مطمئن کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ شخص جو اپنے کالج کے طلباء کو مطمئن نہ کر سکا لیکن وہ نوبل انعام کے لیے بین الاقوامی یہودی دماغوں کو مطمئن کر گیا نوبل انعام کیا چیز ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تو ڈاکٹر صاحب کے پرانے مرزا غلام احمد قادیانی کو "نبوت" عطا کر دی تھی۔

جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان کے مسلمانوں کے زبردست مطالبہ اور تحریک کے نتیجہ میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام اس فیصلے پر احتجاج کرتے ہوئے پاکستان چھوڑ کر انگلستان چلا گیا اور پھر پوری دنیا میں گھوم کر پاکستان کی قومی اسمبلی اور اس عظیم فیصلے کے خلاف خوب زہر اگلا۔ اس فیصلے کے کچھ مدت بعد پاکستان میں ایک بہت بڑی سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ بھیجا لیکن ڈاکٹر عبدالسلام نے انتہائی غصہ میں اس کا جواب بھیجا:

"میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم (قادیانی ترمیم) واپس نہ لی جائے"۔

یہ زہریلا جواب سن کر پوری پاکستانی قوم میں غم و غصہ کی شدید لہر دوڑ گئی۔

آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کی بھارت کے سابقہ وزیراعظم راجیو گاندھی سے بڑی دوستی تھی۔ وہ کبھی پوشیدہ اور کبھی اعلانیہ بھارت کا دورہ کرتا۔ بھارت جب بھی کوئی نیا اسلحہ بناتا تو وہ ہمیشہ بھارت کو مبارکباد بھیجا کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب قادیانیوں نے اپنا سالانہ عالمی جلسہ بھارت میں کرنے کا فیصلہ کیا تو بابری مسجد شہید کرنے والے اور ہزاروں کشمیریوں کا خون پینے والے بھارت نے انہیں بخوشی اجازت دے دی اور ان کے راستے میں اپنی پلکیں بچھا دیں۔ بھارتی ٹی وی اور بھارتی اخبارات نے قادیانیوں کے ارتدادی پروگرام کو خوب کوریج دی۔ پاکستان سے جانے والے ہزاروں قادیانیوں کی واہگہ بارڈر پر بڑی آؤ بھگت کی گئی اور انہیں باراتیوں کی طرح قادیان لے جایا گیا اور جلسہ ختم ہونے پر انہیں تحائف دے کر بڑی تکریم سے روانہ کیا گیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ بھارتیوں اور قادیانیوں میں اتنی محبت کی کیا وجہ ہے؟ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے "اسلام اور پاکستان دشمنی"۔

اب ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کی سرزمین میں دفن کیا گیا ہے تو شہیدوں کی یہ سرزمین اپنے بیٹوں سے سوال کرتی ہے کہ مجھے "لعنتی" کہنے والا میرے پیٹ میں کیوں دفن کیا گیا ہے؟

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اے نوجوانان ملت اسلامیہ!

اے ختم نبوت کے شاہینو!

اے صدیق اکبرؓ کی تحفظ ختم نبوت کی فوج کے دلاور سپاہیو!

اے معاذؓ اور معوذؓ کے جذبوں کے امینو!

اے طارق و قاسم کی جراتوں کے وارثو!

ایک خطرناک سازش کے تحت اس غدار اسلام غدار وطن اور غدار ملت اسلامیہ کو سائنسی ہیرو بنا کر نصابی کتب میں شامل کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کالجوں کی لائبریریوں اور لیبارٹریوں کو اس کے نام سے منسوب کرنے کے لیے کچھ خفیہ چہرے سرگرم ہیں۔ نبوت محمدیؐ کے اس باغی کے مکان واقع جھنگ کو ایک قومی یادگار کے طور پر محفوظ کرنے کے پروگرام بن رہے ہیں۔

اسلام کے بیٹو! آؤ عہد کریں کہ ہم اس غدار کے نام کو اپنی نصابی کتب میں شامل نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اپنے کالجوں اور سکولوں کے کسی بھی شعبہ کو یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ کے نام سے منسوب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اس کے منحوس اور ناپاک مکان یعنی "قادیان ہاؤس" کو قومی یادگار نہیں بلکہ "عبرت گاہ" بنادیں گے۔ کیونکہ یہ ملک ہمارے آقا جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر بنا ہے۔ اس لیے اس ملک میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن اور گستاخ کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

جس کو نہ ہو کچھ پاس پیغمبر کے ادب کا
چن چن کے میں اس قوم کو مٹی میں ملا دوں
اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت
میں اس کے لیے راہ میں آنکھوں کو بچھا دوں

(ظفر علی خان)

خاکپائے شہدائے جنگ یمامہ

محمد طاہر عبدالرزاق